www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

تحقیق وتنقید

مولانا عبدالرحمان کیلانی

معراج النبیؐ پر منکرینِ معجزات کے اعتراضات کا جائزہ

تھوڑا عرصہ پیشتر مجھے ادارہ "الاعتصام" کی وساطت سے ایک خط، جناب نذیر احمد صاحب بٹ (صدر مرکزِ تحقیقِ مسیحیت، ۱۵ اے رحیم سٹریٹ ۵۸ محلہ سردار پورہ، اچھرہ لاہور) کا لکھا ہوا موصول ہوا۔ موصوف نے لکھا ہے کہ :

"مجھے "طلوعِ اسلام" لاہور کے ماہ جون ۱۹۸۳ء کے شمارہ میں شائع شدہ مضمون "معراج النبیؐ کا اسلامی نقطۂ نظر" سے جواب درکار ہے۔ نیز پرویز نے "طلوعِ اسلام" جنوری ۱۹۷۵ء میں لکھا ہے کہ قرآن میں معراج کے سلسلہ میں (حضورؐ کے) آسمان پر جانے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ صرف مسجدِ حرام سے مسجدِ اقصیٰ تک جانے کا ذکر ہے اور مدینہ کا نام پہلے مسجدِ اقصیٰ تھا۔ نیز یہ بات کسی اہلحدیث عالم نے بھی لکھی ہے کہ معراج میں آپؐ مدینہ لے جائے گئے تھے۔ پرویز مزید لکھتا ہے کہ آنحضورؐ کے وقت ہیکلؑ موجود ہی نہ تھی۔ وہ ۷۰ء میں جلادی گئی تھی اور بعد میں منہدم کر دی گئی تھی۔ اس لیے بیت المقدس لے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ معراج کے واقعہ میں فتح الباری وعینی شرح بخاری سے اختلافِ ماہ وسنین کے حوالے دے کر پرویز "اسلامی نظریہ" "سفرِ معراج" کی تردید کرتا ہے۔ ان ہر دو مضامین کا مکمل ردّ اور معراجِ آسمانی کا ثبوت درکار ہے۔"

اس خط کا مفصل جواب لکھنے کی غرض سے میں نے "ادارہ محدث" سے رابطہ قائم کیا تو مذکورہ مضامین کی فوٹو کاپیاں مجھے مہیا کر دی گئیں ——— جنوری ۱۹۷۵ء کے "طلوعِ اسلام" میں جو مضمون شائع ہوا ہے، اس کا نام ہے "مسجدِ اقصیٰ"۔ یہ مضمون تین صفحات پر مشتمل ہے۔ اور اس میں "جس اہلحدیث عالم" کا ذکر آیا ہے، وہ جناب حافظ عنایت اللہ صاحب اثری

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

وزیر آبادی، ثم گجراتی ہیں۔ اس مضمون کا جواب لکھنے سے پیشتر اثری صاحب کا مختصر تعارف کرا دینا ضروری معلوم ہوتا ہے۔

حافظ عنایت اللہ اثری (م ۱۹۸۰ء) کا مختصر تعارف:

اثری صاحب بھی ماشاء اللہ پرویز صاحب کی طرح سر سید احمد خاں کے خاص الخاص خوشہ چینوں میں سے ہیں۔ آپ کے نام کے ساتھ "اثری" کے لاحقہ سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ پکے اہل حدیث تھے۔ موصوف خود بھی اپنے اہلحدیث ہونے کا دعویٰ رکھتے تھے۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ آپ کی بعض ملحدانہ تصانیف کی بناء پر مولانا محمد اسمٰعیل صاحب سلفیؒ (گوجرانوالہ) کے دورِ نظامت میں، آپ کو جماعت اہلحدیث سے خارج کرنے کی قرار داد بھی پیش کی گئی تھی، جس پر بوجوہ عملدرآمد نہ ہو سکا تھا۔

"اثری" کہلانے کے باوجود آپ منکرینِ حدیث کی طرح معجزاتِ انبیاءؑ کے منکر ہیں۔ آپ نے اُمتِ مسلمہ کے مسلّمہ عقیدہ کے علی الرغم ایک عدد کتاب مسمّٰی بہ "عیونِ زمزم فی ولادتِ عیسٰی ابن مریم" لکھ کر حضرت عیسٰیؑ کی بن باپ پیدائش کی بھرپور تردید فرمائی۔ علاوہ ازیں آپ نے دو اور کتابیں "بیان المختار" اور "قول المختار" لکھ کر تمام انبیاءؑ کے معجزات سے انکار فرمایا ہے۔

حافظ صاحب موصوف اور عام منکرینِ حدیث میں ما بہ الامتیاز فرق یہ ہے کہ منکرینِ حدیث کا طریق کار یہ ہوتا ہے کہ پہلے احادیث میں تشکیک کے پہلو پیدا کر کے ان کا انکار کرتے ہیں، پھر قرآن کی من مانی تاویل کر کے قرآن پر ہاتھ صاف کرتے ہیں۔ جبکہ حافظ صاحب موصوف کا طریق کار یہ ہے کہ وہ پہلے قرآن کی تاویلات پیش کر کے اس پر ہاتھ صاف کرتے ہیں۔ پھر احادیث سے بھی بعینہٖ یہی سلوک فرماتے ہیں۔ اس لحاظ سے آپ کا کام عام منکرینِ حدیث سے دوگنا بڑھ جاتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ تاویلات کے اس دھندے میں حافظ صاحب موصوف نے منکرینِ حدیث کے بھی کان کتر ڈالے ہیں۔ راقم الحروف نے حافظ صاحب موصوف کی تینوں مذکورہ بالا کتب کے جواب میں ایک کتاب "عقل پرستی اور انکارِ معجزات" لکھی ہے جو شائع ہو چکی ہے۔ اس کتاب میں حافظ صاحب موصوف کی تاویلات و افکار کا مدلل طور پر محاسبہ کیا گیا ہے[1]

[1] یہ کتاب ادارہ محدث کو تبصرہ کے لیے موصول ہوئی تھی، لیکن صفحات کی تنگی کی بناء پر یہ تبصرہ (باقی حاشیہ بر صفحۂ آئندہ)

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

پرویز صاحب کا اثری صاحب کو ہدیۂ تبریک :

اب دیکھیے اثری صاحب بھی واقعہ اسراء کی کوئی اچھی سی تاویل ڈھونڈ رہے تھے اور پرویز صاحب بھی اسی فکر میں لگے ہوئے تھے ——— اتفاق یوں ہوا کہ دونوں حضرات کے ذہن نے یہ کام کیا کہ اس واقعہ اسراء کو واقعہ ہجرت نبوی قرار دے دیا جائے۔ اثری صاحب نے یہی بات تفسیرِ قرآن کے سلسلہ میں اپنی ایک کتاب میں لکھ دی اور پرویز صاحب نے یہی بات اپنی تصنیف "مفہوم القرآن" میں درج فرمائی۔ پھر جب پرویز صاحب کو اثری صاحب کے اس کارنامہ کا علم ہوا تو پھولے نہ سمائے۔ لہٰذا اپنے رسالہ "طلوعِ اسلام" جنوری ۱۹۷۵ء کے مضمون "مسجدِ اقصیٰ" میں حافظ صاحب کو بایں الفاظ ہدیۂ تبریک پیش فرمایا :

"میں نے مفہوم القرآن میں لکھا کہ یہ (واقعۂ اسراء) درحقیقت واقعہ ہجرت کا بیان ہے اور اس میں مسجدِ اقصیٰ سے مراد مدینہ طیبہ ہے۔ قدامت پرست طبقہ کی طرف سے اس پر (حسبِ عادت) شور مچا دیا گیا...... اگلے دنوں ایک صاحب کی وساطت سے مجھے عنایت اللہ اثری (وزیر آبادی۔ ثم گجراتی) کی کتاب "حصولِ تیسیر البیان علیٰ اصولِ تفسیر القرآن" دیکھنے کا اتفاق ہوا۔ مجھے یہ دیکھ کر حیرت اور خوشی ہوئی کہ اس میں انہوں نے بھی مسجد اقصیٰ کا وہی مفہوم لکھا ہے، جسے میں نے "مفہوم القرآن" میں لکھا تھا۔ مجھے مولانا موصوف سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا لیکن اس کا مجھے علم ہے کہ وہ فرقہ اہلِ حدیث کے ایک ممتاز عالم ہیں۔ ایک اہلِ حدیث عالم کی طرف سے اس آیت کا وہ مفہوم جو روایاتی مفہوم سے ہٹا

(بقیہ حاشیہ از صفحہ سابقہ) اب تک شائع نہ ہو سکا، اب جبکہ قارئین کو اس سے تعارف حاصل ہو گیا ہے، خواہشمند حضرات درج ذیل پتہ سے طلب کر سکتے ہیں :

مولانا عبدالرحمان کیلانی دارالسلام گلی نمبر ۲۰ روسن پورہ ۔ لاہور (ادارہ)

(حاشیہ صفحہ ہٰذا) واضح رہے کہ سر سید احمد کو واقعہ اسراء کی تاویل کرتے وقت یہ بات نہ سوجھ سکی۔ وہ اپنے دلائل کا سارا زور اس بات پر ہی صرف کرتے رہے کہ واقعہ اسراء محض ایک خواب کا واقعہ تھا۔ تفصیل کے لیے دیکھئے تفسیر ثنائی از مولانا ثناء اللہ امرتسری ۔ حاشیہ آیۃ متعلقہ۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

ہُوا ہو، واقعی باعثِ تعجب (اور چونکہ وہ مفہوم میرے نزدیک قرآن کے منشاء کے مطابق ہے، اس لیے وجہِ حیرت) ہے۔ مولانا اگر بقیدِ حیات ہوں (خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور خدا ان کی عمر دراز کرے) تو وہ میری طرف سے اس تحقیق (اور حق گوئی کی جرأت پر) ہدیۂ تبریک[1] قبول فرمائیں۔" (طلوعِ اسلام جنوری ۱۹۷۵ء ص۴۲)

اس ہدیۂ تبریک کے بعد پرویز صاحب نے "طلوعِ اسلام" کے دو صفحات (۴۲، ۴۳) میں اثری صاحب کی تحقیق کے ضروری اور اہم نکات کے اقتباسات درج فرمائے ہیں، ہم یہاں انہی نکات کا بالترتیب جائزہ لیتے ہیں۔

اثری صاحب کے بیان کردہ اہم نکات کا جائزہ

۱- آیۂ اسراء کا اثری مفہوم

آیت	ترجمہ از مولانا فتح محمد جالندھری	اثری مفہوم
"سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ	پاک ہے وہ جو اپنے ایک بندے کو ایک رات مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک لے گیا جس کے گرد ہم نے برکتیں رکھی ہیں۔ تاکہ ہم اسے (اپنی قدرت کی) نشانیاں دکھائیں بے شک وہ سننے	چرچا کرو (اور) (وعدہ) خلافیوں اور غلط پیش گوئیوں سے اسے خوب پاک اور صاف بیان کرو "تاکہ وہ اپنے بندے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مسجدِ حرام سے (جو کہ اس کی جائے سکونت ہے) اس مسجد کی طرف کسی نہ کسی رات روانہ کر دے گا جو کہ یہاں سے بہت دُور ہے اور کہ تبلیغ و اشاعت کی وجہ سے اس کے ارد گرد بہت سے سعید الفطرت لوگ مسلمان ہو کر اسلامی انوار و برکات سے متمتع ہو رہے ہیں اور حلقۂ اسلام دن بدن وسیع ہوتا جا رہا ہے اور اس لیے اسے یہاں سے روانہ

[1] پرویز صاحب کا یہ ہدیہ تبریک اثری صاحب تک یقیناً پہنچ گیا ہوگا۔ پرویز صاحب یہ ہدیہ ۱۹۷۵ء میں پیش فرما رہے ہیں جبکہ اثری صاحب نے ۱۹۸۰ء میں بمقام گجرات وفات پائی۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"البَصِيْرُ" (الاسرٰی : ۱)	والا (اور) دیکھنے والا ہے۔	کیا جا رہا ہے کہ اس کے توسط سے اب تک ہماری وہ آیتیں، جو کہ پیش گوئیوں سے متعلق شائع ہوتی رہی ہیں کہ وہ اور اس کے اعوان وانصار کامیاب اور اس کے

مخالف سب ناکام ہوں گے، ہم انہیں صاف طور پر پورا کر کے دکھا دیں۔ اور مخالفوں کی طرف سے جو یہ اعتراض ہو رہا ہے، کہ فلاں فلاں پیش گوئی پوری نہیں ہوئی، اسے اللہ پاک سنتا رہا ہے اور جو کسی پیش گوئی کے خلاف انہوں نے قدم اٹھایا تاکہ وہ پوری نہ ہو سکے، اسے اللہ دیکھتا رہا ہے۔ اب ان کے پورا ہونے کا وقت آیا ہے تو اسے یہاں سے کسی دوسری جگہ روانہ کیا جا رہا ہے۔"

آپ اس ایک آیت کا اتنا لمبا چوڑا ترجمہ یا مفہوم دیکھ کر حیران نہ ہوں۔ جن حضرات کو تاویلات کے دھندے کی مجبوری درپیش ہوا نہیں ایسا کچھ کرنا ہی پڑتا ہے۔ اس معاملہ میں اثری صاحب اور پرویز صاحب دونوں میں کافی حد تک ذہنی یگانگت اور مماثلت پائی جاتی ہے۔

اثری صاحب اور پرویز صاحب کی ذہنی یگانگت :

۱۔ دونوں حضرات قرآنی آیات کا ترجمہ لکھنے سے پرہیز فرماتے ہیں۔ اس کے بجائے وہ مفہوم بتلانا ہی پسند کرتے ہیں۔ جس شخص کی ترجمہ پر نظر ہو گی وہ مطلب بیان کرتے ہیں بے لگام ہونے کی بجائے کافی حد تک محتاط رہتا ہے۔ لیکن یہ دونوں حضرات چونکہ قرآنی الفاظ اور ان کے ترجمہ کو اپنے لیے ایک رکاوٹ تصور فرماتے ہیں، لہٰذا ترجمہ لکھنا پسند نہیں فرماتے۔ اثری صاحب نے بھی اپنی تصانیف میں بسا اوقات ترجمہ کو نظر انداز کر دیا اور تفسیر بیان فرمائی اور پرویز صاحب نے بھی "مفہوم القرآن" میں مفہوم ہی درج فرمایا مزید برآں اپنے اس عیب پر پردہ ڈالنے کی غرض سے "مفہوم القرآن" کے مقدمہ میں تین چار الفاظ کی مثالیں دے کر یہ ثابت کرنے کی کوشش فرمائی ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا۔ یعنی جو لوگ ترجمہ لکھتے ہیں، پرویز صاحب کے نزدیک وہ غلطی پر ہیں۔

۲۔ دونوں حضرات اپنی تفسیر یا مفہوم کو حشو وزوائد سے اس قدر بھر دیتے ہیں کہ بسا اوقات یہ معلوم کرنا مشکل ہو جاتا ہے کہ فلاں فقرے یا پیرے میں جو مفہوم بیان ہو رہا ہے، یہ قرآن کے کون سے لفظ یا الفاظ سے متعلق ہو سکتا ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

۳۔ دونوں حضرات قرآن کا مطلب لغت سے حل کرنے کی کوشش فرماتے اور دُور دُور کی کوڑی لاتے ہیں، مثلاً دونوں حضرات نے مسجدِ اقصیٰ سے مراد "دُور کی مسجد" لیا ہے۔ جو اس کا لغوی معنیٰ تو ہو سکتا ہے مگر عرف کے لحاظ سے غلط ہے۔ لغوی اور عرفی معنیٰ کے فرق کو اس مثال سے سمجھیے کہ حضرت عباسؓ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا) کے ایک بیٹے کا نام عبداللہؓ ہے اور دوسرے کا فضلؓ۔ اب لغوی لحاظ سے ہم دونوں کو ابنِ عباسؓ کہہ سکتے ہیں۔ مگر عرف کے لحاظ سے یہ بات غلط ہے۔ اگر ہم صرف ابنِ عباسؓ کہیں گے تو اس سے لازماً عبداللہؓ ہی سمجھے جائیں گے۔ کیونکہ عرفی لحاظ سے ابنِ عباس، عبداللہ بن عباس ہیں نہ کہ فضل بن عباسؓ۔ اگر فضل بن عباسؓ کا تذکرہ مقصود ہو تو فضل بن عباسؓ ہی کہنا پڑے گا نہ کہ ابن عباسؓ!——یہی صورت مسجدِ اقصیٰ کی ہے۔ عرفاً یہ وہ مسجد ہے، جسے حضرت یعقوبؑ نے ابتداءً تعمیر کیا تھا۔ پھر حضرت سلیمانؑ نے دوبارہ نہایت خوبصورتی سے اس کی تعمیر کی۔ یہود اسے "ہیکلِ سلیمانی" کہتے تھے اور اہلِ عرب اسے "مسجدِ اقصیٰ" کہتے تھے۔ قرآن کریم کی سورۂ بنی اسرائیل کی آیت ۷ میں "المسجد" سے بھی بیت المقدس کی یہی مسجدِ اقصیٰ مراد ہے اور آج تک اسی نام سے معروف و مشہور ہے۔ عرفی معنیٰ کی موجودگی میں لغوی معنیٰ تلاش کرنا منکرینِ معجزات کا ہی کام ہو سکتا ہے۔

اسی طرح قرآن کریم نے ایک اور لفظ "بیت العتیق" کو کعبہ یا مسجد الحرام کے لیے استعمال فرمایا ہے۔ اب اگر کوئی شخص اس کے لغوی معنیٰ "پرانا گھر" کی مناسبت سے یہ دعویٰ کرے کہ اس سے مراد یہی مسجدِ اقصیٰ یا ہیکلِ سلیمانی ہے، کیونکہ یہ بھی تو بہت پرانا ہے، یا اس کے ڈانڈے آریہ سماج کے کسی پرانے مندر سے ملا دے تو کیا آپ اسے حق بجانب سمجھیں گے؟ اور یقین جانیے کہ اگر "بیت العتیق" یا کعبہ سے بھی کوئی خرقِ عادت امر منسوب ہوتا، تو یہ حضرات اس لفظ کا بھی کچھ ایسا ہی مفہوم تلاش کرنے بیٹھ جاتے، جس کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے۔

۴۔ دونوں حضرات مفہوم بتلاتے وقت قرآنی آیات میں مذکور واحد، جمع، فعل، معروف و مجہول اور صیغہ وغیرہ کی حدود و قیود سے آزاد ہو کر مفہوم بیان فرمایا کرتے ہیں۔ پرویز صاحب مفہوم بیان کرتے وقت قرآنی آیات سے جو سلوک کرتے ہیں اس کا جائزہ تو ہم اپنی کتاب "آئینۂ پرویزیت"[1]

[1] مولانا کیلانی کی یہ کتاب بھی چھپ چکی ہے اور متذکرہ بالا پتہ سے مل سکتی ہے۔ (ادارہ)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

کے باب "مفہوم القرآن پر ایک نظر" میں پیش کر چکے ہیں، یہاں صرف اثری مفہوم پر تبصرہ کریں گے۔

(ا) "سُبْحٰنَ الَّذِیْ کے مفہوم میں آپ امر کا صیغہ بیان فرما رہے ہیں کہ "چرچا کرو (اور) وعدہ خلافیوں اور غلط پیش گوئیوں سے اسے (اللہ کو) خوب پاک صاف بیان کرو"

—— یہ ترجمہ گرامر کے لحاظ سے غلط ہے۔

(ب) آپ فرماتے ہیں ...." اسے (اللہ کو) خوب پاک وصاف بیان کرو تاکہ وہ اپنے بندے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو مسجد حرام سے اس مسجد کی طرف کسی نہ کسی رات روانہ کر دے گا" یعنی اگر تم نے اللہ کو خوب پاک وصاف بیان نہ کیا تو پھر اللہ بھی اپنے بندے کو روانہ نہیں کرے گا۔ روانگی کی شرط پوری کرو گے تو روانگی ہوگی، ورنہ نہیں!

(ج) "بٰرَکْنَا حَوْلَہٗ" کا سیدھا سادہ ترجمہ ہے "ہم نے اس (مسجد اقصیٰ) کے ماحول کو بابرکت بنایا ہے، لیکن جب یہی الفاظ اثری تاویلات کی سان پر چڑھتے ہیں تو ان الفاظ کا مفہوم یہ ہو جاتا ہے:" اور اس کے اِرد گرد بہت سے سعید الفطرت لوگ مسلمان ہو کر اسلامی انوار و برکات سے متمتع ہو رہے ہیں۔" اللہ تعالیٰ نے تو صیغہ جمع متکلم فعل ماضی معروف استعمال فرمایا، لیکن اثری صاحب "بٰرَکْنَا" کے مفہوم میں صیغہ جمع مذکر غائب استعمال فرما رہے ہیں، اور فعل مضارع مجہول۔ چنانچہ اس "بٰرَکْنَا" (ہم نے برکت دی) کا اثری مفہوم "بہت سے سعید الفطرت لوگ مسلمان ہو کر اسلامی انوار و برکات سے متمتع ہو رہے ہیں" بن گیا۔ کیا آپ بتلا سکتے ہیں کہ "سعید الفطرت لوگ" کا مفہوم کونسے قرآنی لفظ سے کشید کیا جا سکتا ہے؟ "مسلمان ہو کر" کون سے لفظ سے، اور "متمتع ہو رہے ہیں" کون سے لفظ سے؟

(د) اسی طرح قرآنی الفاظ "لِنُرِیَہٗ مِنْ اٰیٰتِنَا" کا سیدھا سادہ ترجمہ ہے "تاکہ ہم اسے (حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو) اپنی نشانیاں دکھلائیں۔" اب یہی الفاظ جب اثری صاحب کے ہتھے چڑھے تو انہوں نے اس کا مفہوم یہ بتلایا کہ "اور اس لیے اسے یہاں سے (یعنی محمدؐ کو مکہ سے) روانہ کیا جا رہا ہے کہ اس کے توسط سے اب تک ہماری وہ آیتیں جو کہ پیشین گوئیوں کے متعلق شائع ہوتی رہی ہیں کہ وہ اور اس کے اعوان و انصار کامیاب اور اس کے مخالف سب ناکام ہوں گے، ہم انہیں صاف طور پر پورا کر کے دکھا دیں۔" یعنی اللہ تعالیٰ نے تو "لِنُرِیَہٗ" کے آخر میں ضمیر واحد مذکر متصل استعمال فرمایا تھا۔ لیکن اثری صاحب یہ نشانیاں سب اعوان و انصار کو دکھلانا چاہ رہے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

نے تو یہ وضاحت نہ فرمائی تھی کہ وہ نشانیاں کیسی تھیں ؟ ہاں اثری صاحب نے بتلایا کہ وہ نشانیاں بس پیش گوئیاں تھیں۔ رہا ان پیشین گوئیوں کو صاف طور پر پورا کرنے کا معاملہ، اعوان و انصار کی کامیابی اور مخالفین کی ناکامی، تو یہ سب اثری صاحب کے خود ساختہ اضافے ہیں۔ ان الفاظ سے ان تصورات کو کشید کرنا بس اثری صاحب کا ہی حصہ ہو سکتا ہے یا پھر پرویز صاحب کا۔

(۷) " اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ " سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ علی الاطلاق (یعنی ہر بات کو ہر وقت) سننے والا اور دیکھنے والا ہے۔ لیکن اثری صاحب، اللہ تعالیٰ کی ان صفات کو مقید فرما رہے ہیں، کہ پیشین گوئیوں پر جو اعتراض ہوتے تھے تو اللہ اسے سنتا رہا اور اگر کسی نے کسی پیشین گوئی کے پورا ہونے کے خلاف قدم اٹھایا تو اللہ اسے دیکھتا رہا ہے۔

ذہن کی ایسی یگانگت اور طرزِ تحریر میں اس قدر مماثلت اور ہم آہنگی ہی وہ چیز تھی جس کی بناء پر پرویز صاحب غائبانہ طور پر اثری صاحب سے اتنے متاثر ہوئے کہ ان کی زبان سے ان کے حق میں بے اختیار ہدیۂ تبریک جاری ہو گیا۔

اثری نکتہ ۲ آیۂ اسراء اور متونِ حدیث :

آپ فرماتے ہیں :

" ابتدائی آیتِ کریمہ پر کتبِ تفاسیر میں اس اسراءِ نبوی کو بیان کیا گیا ہے جس کا موضوع اور صحیح حدیثوں میں ذکر ہے اور بعض ائمہ صحاح نے بھی اس آیۂ کریمہ کو عنوان بنا کر ان حدیثوں کو بیان فرمایا ہے۔ مگر متونِ حدیث میں آیۂ کریمہ کا کوئی ذکر نہیں کہ رسول اللہ نے اپنا اسراء بیان فرماتے ہوئے اس آیۂ کریمہ کا ذکر فرمایا ہو۔" (ایضاً ص ۴۲)

دیکھئے اثری صاحب "اسراء" سے فرار کی راہ یوں تلاش فرماتے ہیں کہ جن احادیث میں (خواہ وہ موضوع ہیں یا صحیح) واقعہ اسراء کا ذکر ہے، تو ان میں سے کسی صحیح مرفوع حدیث میں رسول اللہ نے خود آیتِ اسراء کا ذکر نہیں فرمایا۔ اگرچہ بعض ائمہ صحاح نے اسی آیۂ اسراء کو باب کا عنوان بنا کر اس کے تحت ایسی احادیث درج کی ہیں۔

ـــــــــــــــ

[1] صحیح احادیث کے ساتھ ساتھ موضوع کا ذکر کرنے سے اثری صاحب کا مقصد یہ ہے کہ موضوع کے ساتھ صحیح احادیث کو بھی مشکوک سمجھا جائے تاکہ اسراء کے واقعہ سے فرار کی راہ کسی حد تک ہموار ہو جائے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

گویا اب ہمارا کام یہ ہے کہ اثری صاحب کے جواب میں کوئی ایسی صحیح مرفوع حدیث ذکر کر دیں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنی زبان سے اسراء یا بیت المقدس کا ذکر فرمایا ہو۔ چنانچہ ملاحظہ ہو:

"عَنْ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ قُمْتُ فِي الْحِجْرِ فَجَلَّى اللّٰهُ لِي بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَطَفِقْتُ أُخْبِرُهُمْ مِنْ آيَاتِهِ وَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهِ"

"جابر بن عبداللہ رضؓ کہتے ہیں، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ فرماتے تھے: "جب قریش نے مجھے جھٹلایا تو میں حجر میں کھڑا ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے (اپنی قدرت سے) بیت المقدس کو میرے سامنے کر دیا۔ میں ان کافروں کو وہاں کی نشانیاں بتلانے لگا اور میں بیت المقدس کو دیکھ رہا تھا۔"

"زَادَ يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا ابْنُ أَخِي ابْنِ شِهَابٍ عَنْ عَمِّهِ لَمَّا كَذَّبَنِي قُرَيْشٌ حِينَ أُسْرِيَ بِي إِلَى الْبَيْتِ الْمَقْدِسِ" (بخاری۔ کتاب التفسیر سورۃ بنی اسرائیل)

"یعقوب بن ابراہیم نے کہا ہم سے ابن شہاب کے بھتیجے نے بیان کیا، انہوں نے اپنے چچا (ابن شہاب) سے جو روایت کی، اس میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ "جب مجھے رات کے وقت بیت المقدس تک لے جایا گیا تو قریش کے کافروں نے مجھے جھٹلایا ....!"

اب دیکھئے یہ حدیث صحیح[1] بھی ہے اور مرفوع بھی۔ یعنی اس حدیث کا متن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خود بیان فرما رہے ہیں۔ اس حدیث میں اور آیۃ اسراء میں پانچ باتیں مشترکہ طور پر مذکور ہیں اور وہ یہ ہیں:

۱۔ حدیث میں لفظ "حجر" آیا جسے "حطیم" بھی کہتے ہیں۔ اور قرآن کریم میں مسجد الحرام۔ حجر یا حطیم مسجد حرام کا وہ حصہ ہے جس پر کفار مکہ نے بعثت نبوی سے پیشتر تعمیر کے دوران

---

[1] یہ حدیث مسلم میں بھی موجود ہے یعنی "متفق علیہ" ہے۔

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

حلال کے پیسہ کی کمی کی وجہ سے چھت نہیں ڈالا تھا اور اسے کھلا چھوڑ دیا تھا، یہی حجر یا حطیم ہی وہ مقام ہے۔ جہاں سے آپؐ کا سفرِ اسراء شروع ہوا تھا۔

۲۔ قرآنِ مجید کے الفاظ ہیں "اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ لَیْلًا" "اسریٰ" کا معنی "رات کو سیر کرانا" اور "لَیْلًا" کا لفظ تاکیدِ مزید کے لیے آیا ہے، اور "عَبْدِہٖ" سے مراد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اور متنِ حدیث کے مطابق جب خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہی بات بیان فرماتے ہیں تو الفاظ یوں ہیں کہ "حِیْنَ اُسْرِیَ بِیْ" یعنی "جب مجھے رات کے وقت لے جایا گیا"

۳۔ قرآنِ مجید کے الفاظ ہیں: "اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا"، اور یہ مسجدِ اقصیٰ وہی معبدِ سلیمانی ہے جو بیت المقدس میں ہے اور تمام انبیائے بنی اسرائیل کا قبلہ رہا ہے۔ مسلمانوں کا قبلہ اول بھی یہی ہے۔ حدیث میں اگرچہ مسجدِ اقصیٰ کے بجائے بیت المقدس کے لفظ ہیں۔ مگر اس سے مراد یہی معبدِ سلیمانی یا مسجدِ اقصیٰ ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب کفارِ مکہ نے آپؐ سے سوالات پوچھنا شروع کئے تو یہ سوالات اسی مسجدِ اقصیٰ سے متعلق تھے اور یہی مقام اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی نظروں کے سامنے کر دیا تھا۔ جسے دیکھ دیکھ کر آپؐ کفار کے سوالات کے جوابات دیتے رہے۔

اور مسلم میں جو روایت ثابت البنانیؒ سے مرفوعاً مذکور ہے، اس میں "حَتّٰی اُتِیْتُ بَیْتَ الْمَقْدِسِ" کے بعد یہ الفاظ ہیں: "ثُمَّ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ" یعنی "میں بیت المقدس لایا گیا پھر میں مسجد میں داخل ہوا" جس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ مسجد وہی مسجدِ اقصیٰ ہے جو بیت المقدس میں واقع ہے۔

اب بتلایئے اگر آیۂ اسراء میں مذکور اس قدر باتیں صحیح مرفوع حدیث کے متن میں موجود ہوں، تو پھر بھی اثری صاحب کا یہ اعتراض باقی رہ جاتا ہے کہ کسی صحیح حدیث کے متن میں رسول اللہ ﷺ نے آیۂ اسراء کا ذکر نہیں فرمایا؟ ____ کیا آپ یہ بتلانا چاہتے ہیں کہ جب تک آپؐ واقعہ اسراء بیان کرنے کے ساتھ ساتھ یہ پوری آیت بھی تلاوت نہ فرمائیں ہم یہ واقعہ ہرگز نہ مانیں گے؟

نکتہ ۳: آیۂ اسراء کا شانِ نزول:

تیسرا نکتہ اثری صاحب نے یہ بیان فرمایا کہ:

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

"کسی روایت میں اس آیتِ کریمہ کا وہ شانِ نزول بھی مروی نہیں جس کا اسراء کی حدیثوں میں ذکر ہے۔" (ایضاً ص ۴۲)

ہم تو حافظ صاحب کا یہ قیمتی نکتہ سمجھنے سے بھی قاصر ہیں، جواب کیا دیں؟ یہ بات حافظ صاحب کی عادت میں شامل ہے کہ وہ بعض دفعہ ایسے اوٹ پٹانگ فقرے بولنے لگتے ہیں جن سے وہ قاری کے ذہن کو پریشان کر کے آگے نکل جاتے ہیں، یہی مصلحت سمجھتے ہیں۔ آپ کے ایسے بہت سے "قیمتی" "ارشادات" کا میں نے اپنی تصنیف "عقل پرستی اور انکارِ معجزات" میں ٹھیک طور سے محاسبہ کیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک:

اب دیکھئے شانِ نزول اس پس منظر کو کہتے ہیں جس میں کوئی آیت یا کوئی سورہ یا سورہ کا کچھ حصہ نازل ہوا ہو۔ اور یہ پس منظر عموماً کوئی تاریخی واقعہ ہی ہوتا ہے۔ مثلاً سورۂ نور کی ابتدائی ۱۸ آیات کا شانِ نزول واقعہ افک ہے۔ یا سورۂ فتح کا شانِ نزول صلح حدیبیہ کے واقعات ہیں۔ واقعہ اسراء بذاتِ خود ایک اہم تاریخی واقعہ ہے جو قرآن میں مذکور ہے۔ اب اس کا پس منظر یا شانِ نزول کون سا واقعہ ہو سکتا ہے جس کی توضیح و تشریح یا تشریح کے لیے یہ آیۂ اسراء نازل ہوئی ہو؟

علاوہ ازیں "روایات" کا اطلاق عموماً ان مذہبی اقوال و امور پر ہوتا ہے جو یا تو بے سند مذکور ہوں یا پھر ان کی اسنادی حیثیت کمزور ہو۔ گویا بے سند یا کمزور سند والے اقوال و آثار کو روایات کہہ دیتے ہیں۔ جبکہ حدیث کے لفظ کا اطلاق عموماً باسند اور معتبر امور پر ہوتا ہے۔ ہماری اس وضاحت کو سامنے رکھ کر اثری صاحب کے اس نکتہ پر دوبارہ غور فرمائیے کہ:

"اور کسی روایت میں اس آیتِ کریمہ کا وہ شانِ نزول بھی مروی نہیں جس کا اسراء کی حدیثوں میں ذکر ہے۔"

ہمارے خیال میں آیۂ اسراء کا نہ کوئی شانِ نزول ہے، نہ ہی اس کی ضرورت ہے، اور نہ ہی ایسا شانِ نزول یا پس منظر کسی صحیح حدیث میں مذکور ہے۔ لیکن اگر اثری صاحب کے نزدیک آیۂ اسراء کا شانِ نزول ضروری ہے اور وہ صحیح حدیثوں میں مذکور بھی ہے تو پھر آپ کو یہ فکر کیوں لاحق ہے کہ یہ شانِ نزول روایتوں میں مذکور نہیں۔ یوں تو کچھ بات بنتی ہے اور درست طور پر اعتراض بھی وارد ہو سکتا ہے کہ فلاں بات صرف غیر معتبر روایات

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

میں مذکور ہے اور کسی معتبر روایت یا صحیح حدیث میں اس کا ذکر نہیں، لہٰذا یہ بات مردود ہے۔

لیکن اثری صاحب تو اُلٹی گنگا بہا رہے ہیں۔ اگر آپ کا مطلوبہ شانِ نزول صحیح حدیثوں میں آگیا ہے، تو یہ اگر غیر معتبر روایات میں مذکور نہیں تو آپ کی بلا سے، آپ اس کی فکر کیوں کرنے لگے ہیں؟

پھر ہم یہ سمجھنے سے بھی قاصر ہیں کہ آخر پرویز صاحب کو اس اثری نکتہ کی کونسی ادا پسند آئی، جو انہوں نے اپنے چیدہ چیدہ اقتباسات میں اسے بھی شامل فرما دیا!؟

نکتہ ۴: یعنی اثری صاحب کا محدثانہ طریق:

اس کے بعد اثری صاحب فرماتے ہیں:

"اور جو کتبِ زوائد میں قتادہ اور زر بن حُبیش سے مقطوعاً اور عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ بن عباسؓ اور ابوہریرہؓ سے موقوفاً اور ابوسعید خدریؓ اور ابوہریرہؓ سے مرفوعاً اس آیتِ کریمہ کا ذکر مروی ہے تو وہ محدثانہ طریق پر سخت مخدوش ہوتے پر بھی مستند نہیں کہ وہ قرآنی لفظوں کے اطلاق اور تناسب پر محمول ہے۔" (ایضاً ص ۴۲)

اس اقتباس میں مذکور تابعینؒ اور صحابہؓ کے ناموں، پھر مقطوعاً، موقوفاً اور مرفوعاً جیسی اصطلاحات کی بھرمار سے ایک عام قاری یہی تاثر لے گا کہ خدا معلوم اس اقتباس میں کتنے شاندار علمی نکات بیان کئے جا رہے ہیں۔ نیز وہ اثری صاحب کی علمیت سے یقیناً مرعوب بھی ہوگا۔ مگر جب ہم اس اقتباس کا تجزیہ کرتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ:

۱۔ حضرات ابوہریرہؓ، ابوسعید خدریؓ، عبداللہ بن مسعودؓ اور عبداللہ بن عباسؓ کے علاوہ اور بھی بہت سے صحابہؓ سے جو احادیث مروی ہیں، وہ کتبِ زوائد میں نہیں بلکہ کتبِ صحاح میں، اور ان میں سے اکثر صحیحین میں بھی موجود ہیں۔

۲۔ نکتہ ۳ کی رُو سے اثری صاحب فرما رہے تھے کہ کسی صحیح مرفوع حدیث کے متن میں آیۂ اسراء کا کوئی ذکر نہیں۔ لیکن اس نکتہ میں اپنے پہلے بیان کی تردید کر کے اعتراف فرما رہے ہیں کہ "ابوسعید خدریؓ اور ابوہریرہؓ سے مرفوعاً اس آیتِ کریمہ کا ذکر مروی ہے۔" اور یہ "دروغ گو را حافظہ نباشد" کی واضح مثال ہے۔

© rasailojaraid.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com
© rasailojaraid.com

۳۔ فرمایا کہ "یہ روایات محدثانہ طریق پر سخت مخدوش ہونے پر بھی مسترد نہیں کہ وہ قرآنی لفظوں کے اطلاق اور تناسب پر محمول ہیں!۔۔۔ اثری صاحب کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے ۔۔۔۔۔ مگر سوال یہ ہے کہ "جو روایات واحادیث محض اس لیے مسترد نہیں کی جاسکتیں کہ وہ قرآنی لفظوں کے اطلاق اور تناسب پر محمول ہیں"۔ تو ایسی روایات واحادیث کے متعلق انہیں "محدثانہ طریق پر سخت مخدوش ہونے" کی پخ لگانے کی کیا ضرورت پیش آگئی؟

پھر روایات واحادیث کی تحقیق وتنقید کے لیے اثری صاحب جو "محدثانہ طریق" استعمال فرمایا کرتے ہیں۔ اس کی تفصیل کی اس مختصر سے مقالہ میں گنجائش نظر نہیں آتی۔ البتہ اس "محدثانہ طریق" پر میں نے اپنی تصنیف "عقل پرستی اور انکارِ معجزات" میں کسی حد تک روشنی ڈالی ہے۔

نکتہ ۵ مسجدِ اقصیٰ سے واپسی:

بعد ازاں اثری صاحب نے فرمایا:

"علاوہ ازیں اسراء کی جن حدیثوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے "ذہاب" (جانے) کا ذکر ہے ان میں آپؐ کے "ایاب" (واپسی) کی بھی تصریح ہے مگر آیتِ کریمہ میں جس اسراء کا ذکر ہے اس میں واپسی کا کوئی ذکر کیا اشارہ تک بھی نہیں"۔ (الیضاً ص ۴۴)

یہ نکتہ بھی کیا خوب پیدا فرمایا ہے۔ حالانکہ اثری صاحب اس عام اصول کو خوب جانتے تھے کہ "عدمِ ذکر سے عدمِ شے لازم نہیں آتا"۔ قرآن میں اگر نمازوں کی تعداد مذکور نہیں تو کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ نمازوں کی کوئی تعداد نہیں؟ اگر قرآن میں آپؐ کے مسجدِ اقصیٰ سے مکہ واپس آنے کا ذکر نہیں، تو اس سے قطعاً یہ نتیجہ نہیں نکلتا کہ آپؐ مسجدِ اقصیٰ یا بیت المقدس سے واپس مکہ آئے ہی نہیں تھے۔ آپ نے خود یہ اعتراف فرما لیا ہے کہ احادیث میں البتہ آپؐ کی واپسی کا ذکر موجود ہے۔ اس سے تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ قرآن میں مذکور مجمل واقعات واحکام کی شرح وتفصیل احادیثِ نبویہ میں ملتی ہے۔ نہ یہ کہ حدیث میں مذکور وضاحت کو شک وشبہ کی نگاہوں سے دیکھنا شروع کر دیا جائے۔ حافظ صاحب چونکہ "اثری" تھے لہٰذا کھل کر حدیثوں کی تردید یا انکار نہ کر سکے۔ تاہم اگر وہ ان احادیث کو درست تسلیم کر لیتے تو اسراء کے معجزہ کو تسلیم کر لیے بغیر چارہ نہیں تھا۔ لہٰذا آپ نے درمیانی راہ اختیار فرمائی اور "ذہاب" و "ایاب" کا نکتہ پیدا کر کے اپنی ہی ذہنی پریشانی کو تسکین دینے کی کوشش فرمائی ہے۔ (جاری ہے)

© rasailojaraid.com
محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ